اسلام میں
تصویر کا حکم
تالیف
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ
ترجمہ
ابو یحیٰی محمد زاہد زکریا
حدیبیہ پبلیکیشنز
رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور

اسلام میں

تصویر کا حکم

تالیف

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ

ترجمہ

ابو یحیٰی محمد زاہد زکریا

عرض ناشر

بعض مسائل ایسے ہیں جن پر عمل کرنا فی زمانہ بہت مشکل محسوس ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک مسئلہ تصویر کا ہے۔ آپ جس طرف کا رخ کر لیں آپ کو کسی نہ کسی تصویر کا سامنا کرنا پڑے گا۔ بعض اوقات تو مجبور کی بنا پر تصویر اتروانی پڑتی ہے جیسے شناختی کارڈ یا پاسپورٹ لیکن اکثر اوقات تصویر کشی برائے شوق ہوتی ہے۔ مجبوراً تصویر کشی کے بارے میں علماء کی ثقہ رائے ہے کہ تصویر اتروانے والا گناہ گار نہیں۔ البتہ بلا ضرورت تصویر کشی کے بارے میں اختلاف ہے۔ یہاں ایک بات پیش نگاہ رہے کہ تصویر سے مراد کیمرے سے کھینچی گئی کسی بھی انسان یا جاندار کی تصویر ہے۔ علماء کا ایک بہت بڑا گروہ اس نقطہ نظر کا حامی ہے کہ کیمرے سے اتاری گئی تصویر بھی انہی تصاویر کے زمرے میں آتی ہے، جن سے نبی کریم ﷺ نے روکا ہے۔ تصویر کی ممانعت کے بارے میں قطعی احکام آنے کے بعد ایک مومن و مسلمان کے لیے اس کی ضرورت نہیں رہتی کہ وہ ان احکامات کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنے کی کوشش کرے۔ ماضی قریب کے معروف عالم دین فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے اس رسالے میں اس مسئلے کے تمام گوشوں کو کتاب و سنت کی روشنی میں واضح فرمایا ہے اور ایک طالب حسن کے لیے کسی قسم کی تشنگی نہیں چھوڑی۔

حدیبیہ پبلیکیشنز کی طرف سے فرقہ وارانہ اختلافات سے بچتے ہوئے اصلاح امت کی خاطر ایسا لٹریچر شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے کہ جس کی اساس کتاب اللہ اور سنت صحیحہ ہے۔ اس مقصد کے لیے جید علماء کرام کی تالیفات و تراجم کی اشاعت کا بحمد اللہ آغاز ہو چکا ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ بھی دعوتی و اصلاحی موضوعات پر مشتمل کتب و رسائل کی اشاعت کی جائے گی۔ قارئین سے التماس ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں ہمیں یاد رکھیں اور نیک مشوروں سے ہماری رہنمائی بھی فرمائیں۔

سمیع اللہ

مقدمہ

الحمدللہ و حدہ و بعد :

ابتدائے آفرینش کے پہلے ایک ہزار سال کے علاوہ آج تک ہر دور میں لوگ بالعموم دو ہی گروہوں میں بٹے چلے آئے ہیں۔ (۱) حزب الرحمٰن۔ کہ جو تمام کائنات کے سب جہانوں کا خالق و مالک، نگران ونگہبان، مدبر الامور اور معبود برحق ایک اللہ واحد، لاشریک لہٗ کو ہی مانتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ بنی نوع انسان کے ہر دور اور ہر خطۂ ارضی کے خواندہ و ناخواندہ، مرد، عورت، چھوٹے بڑے، غرضیکہ ہر طبقہ کے تمام افراد کو مکمل، ٹھوس راہنمائی اور رشد و ہدایت کے لیے اللہ رب العالمین اور اس کے انبیاء کرام کو ہی حق دار جانتے ہیں۔

(۲) حزب الشیطان...... کہ جو شعوری اور غیر شعوری طور پر اپنے خالق و مالک اللہ رب العالمین کی بالصراحۃ نافرمانی کر کے شیطان کے چنگل میں پھنس کر ایک طاغوتی گروہ کی شکل اختیار کر جاتے ہیں۔ اور پھر یہ لوگ اپنے تمام باطلانہ نظریاتی اور عملی اقدامات کے ساتھ حزب الرحمٰن کے عقائد ونظریات کو بہر صورت ختم کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے آئے ہیں اور آج بھی لگا رہے ہیں۔

مابعد کے زمانوں میں (نبی مکرم محمد رسول اللہ ﷺ کے مدنی دور سے ہی) ایک ایسا گروہ بھی پیدا ہو گیا جو

﴿مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَا اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا﴾ (النساء : ۱۴۳)

''بیچ میں پڑے لٹک رہے ہیں۔ نہ پورے ان (مسلمانوں) کی طرف ہوتے

ہیں اور نہ پورے اُن (کافروں' اللہ کے دشمنوں' یہود و نصاریٰ' مجوسیوں اور ہندوؤں) کی طرف۔'' اور انہیں شرعی اصطلاح میں ''منافق'' کہا گیا ہے۔

ایسے گروہ کی پہچان (دیگر نشانیوں کے ساتھ ساتھ) یہ بھی ہے کہ جب بھی اس کے سامنے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی بات ہوتی ہے' ان کے احکامات پہنچائے جاتے ہیں اور ان کے پسند اور ناپسند والے اُمور کو بیان کیا جاتا ہے تو

﴿اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ﴾ (سورة النور : ۴۸)

''ان میں سے ایک بہت بڑی جماعت منہ موڑ کر چل دیتی ہے۔''

(یہ لوگ بات کو سنتے ہی نہیں۔) باقیوں میں سے کچھ اپنی مجبوریوں کا بہانہ بنانے اور بعض تاویلوں سے کام لینے لگتے ہیں۔ پھر ان میں سے کچھ ایسے بد بخت بھی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی بات کو ہنسی ٹھٹھہ میں اُڑا دیتے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

آج دنیا میں جتنے انسان آباد ہیں اس سے پہلے انسانوں کی اتنی بڑی تعداد کبھی نہ ہوئی تھی۔ حیران کن بات یہ ہے کہ جتنا علم آج انسان کے پاس ہے اس سے پہلے کبھی نہ تھا مگر اس کے باوجود جتنی گمراہی آج دنیا میں ہے شاید ہی کبھی اس سے پہلے اتنی رہی ہو۔ بدعملی اور سرکشی کی انت ہوگئی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں جن کاموں کا شمار کبیرہ گناہوں میں ہوتا تھا آج انہیں انتہائی معمولی جانا جاتا ہے۔ جب ہم سلف صالحین کے زمانۂ خیر القرون کا عصرِ حاضر سے موازنہ کرتے ہیں تو یقین جانیے پوری دنیا پر کم و بیش ایک ارب چالیس کروڑ مسلمانوں میں سے چند ہزار ہی کچھ ٹھیک طرح کے اہلِ ایمان دکھائی پڑتے ہیں اور وہ بھی کسی ایک مقام پر نہیں بلکہ تسبیح کے ٹوٹے ہوئے دھاگے سے نکل کر بکھرے موتیوں کی طرح۔

محترم بھائیو! آج دنیا بھر میں مسلمانوں پر ''حزب الشیطان'' کی طرف سے جو ظلم و ستم کا بازار گرم ہے تو اس کی ایک بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے آج جمہوریت کی گندی ندی میں اُتر کر اپنا ایمان و اسلام والا پاک اور صاف ستھرا لباس گندا اور بدبودار کر لیا ہے۔

ستم یہ ہے کہ مسلمان معاشروں میں اس بدبوردار ندی سے داغدار ہونے والے لباس پر لگی گندگی کی بدبو سے اہلِ ایمان کچھ یوں مانوس ہو گئے ہیں کہ انہیں اب اس بات کا احساس ہی نہیں ہو پا رہا کہ سِرّاً وہ کفر و شرک اور علناً نفاق کے متعفن جوہڑ میں جا گرے ہیں کہ جہاں سے نکلنا اب ان کے لیے محال ہو رہا ہے۔ اللہ اور اس کے پیارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کی بات سننے والوں کے دیدار کو تو آنکھیں ترسنے لگی ہیں۔

جمہوریت جیسے طاغوتی نظام معاشرت و معیشت (کہ جو خالصتاً یہود و نصاری کا دین ہے) نے ایک مسلمان کی نگاہ سے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی حیثیت صفر کر کے رکھ دی ہے۔ ہر کوئی اپنی ہی ہانکنے پر مصر ہے۔ جبکہ اہل ایمان و اسلام کے رب کا اپنے بندوں کو حکم یہ تھا:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا﴾ (الاحزاب : ۳۶)

"اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی (دینی یا دنیاوی) معاملے کا فیصلہ کر دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں۔ (اس کھلے اور واضح حکم کے باوجود) جو کوئی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہ ہو گیا۔"

اب اس "تصویر کشی اور فوٹو گرافی" والے موضوع کو ہی لے لیجیے! آپ اگلے صفحات میں اس قبیح عمل کی تباہ کاریوں اور سیدنا جبریل کے ساتھ ساتھ تمام فرشتوں کی اور نبی مکرم محمد رسول اللہ ﷺ کی جاندار چیزوں کی تصویروں کے بارے میں نفرت' تفصیلاً مطالعہ کریں گے۔ آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ اللہ اور اس کے پیارے نبی ﷺ کے ہاں تصویر کشی کس قدر مغضوب علیہ فعل ہے اور "تصویر" بذاتِ خود دونوں کے نزدیک کتنی بُری چیز ہے۔ مگر مسلمانوں میں سے کتنے فیصد لوگ ایسے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے

حکم کو قبول کرتے ہوئے ان کی ناپسندیدہ چیز کو فوراً اپنے دفتروں، گھروں، بیٹھکوں، کارخانوں، ہوٹلوں اور دیگر تمام جگہوں سے اتار پھینکیں گے؟ آپ انہیں یہ کتابچہ پڑھوا کر اندازہ لگالیں۔ کیا اکثر صاحب علم و عقل اہلِ ایمان کو فوٹو گرافی اور تصویر کشی کی آج ترقی یافتہ شکل فلم سازی، مووی سسٹم، کیبل نیٹ ورک، انٹرنیٹ اور سی ڈی جیسے ذرائع کے ذریعے اسلامی اخلاق حسنہ کی جو حیا سوزی ہوئی ہے۔ اس کی تباہ کاریوں کی خبر نہیں؟ جو بات میڈیا پر آتی ہے وہ ان خبروں کا عشرِ عشیر بھی نہیں ہوتی جو رسائل و جرائد اور الیکٹرانک میڈیا پر آنے ہی نہیں دی جاتیں۔ ان معلوم خبروں میں سے بے شمار ایسے واقعات کی رونمائی ہے جن کا تعلق باپ کا بیٹی سے، بھائی کا سگی بہن سے، بھتیجے کا پھوپھی سے اور بھانجے کا سگی خالہ سے منہ کالا کرنے کے ساتھ ہے۔ ہم بات غیر مسلم معاشروں اور یورپ کی نہیں کر رہے۔ وہاں انسانیت، شرم و حیا اور انسانی تہذیب کا کوئی معیار ہی نہیں۔ جہاں کی حکومتیں مرد کی مرد سے بے غیرتی والے فعلِ قوم لوط کا قانون پاس کریں وہاں کے عام معاشرے سے حیادار کاموں کی توقع کیا رکھیں گے۔ ہم تو بات کر رہے ہیں دنیا جہاں میں پچپن مسلمان حکومتوں اور معاشروں کی۔ جن کا دین اسلام ہے جو اللہ کی طرف سے آیا ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ نے انسانوں تک پہنچایا ہے۔ یہ موضوع بہت طویل ہے اور ہم اختصار چاہتے ہیں کیونکہ مقدمۃ الکتاب میں موضوعِ سخن کا صرف تعارف ہوتا ہے جبکہ تفصیل کتاب میں ہوتی ہے۔

عصرِ حاضر کے بطلِ جلیل، فقیہ و محدث امام اہل السنۃ والجماعۃ فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ (جو چند ہی سال ہوئے اپنے رب سے جا ملے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَ ارْحَمْهُ وَ اَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ الْفِرْدَوْسِ) سے زیرِ بحث موضوع کے متعلق سوال کیا گیا۔ جس کا انہوں نے مفصل اور مدلل جواب لکھوا دیا۔ کہ جسے بعد میں شائع کر دیا گیا۔ شیخنا المکرم رحمہ اللہ نے بحمد اللہ موضوع سے متعلق کوئی تشنگی نہیں چھوڑی۔ دو سال قبل علی حیدر بھائی (سابق کمپوزر دار السلام لاہور) نے موضوع کی اہمیت کے پیش نظر مجھے اس کتابچے کا ترجمہ کرنے کو کہا جسے میں نے انہی دنوں مکمل کر کے دے دیا۔ اب حدیبیہ پبلی کیشنز نے

اسے شائع کرنے کا ارادہ کیا ہے اور اس ادارے کے مدیر سمیع اللہ بھائی نے مجھے اس پر ابتدائی سطور لکھنے کو کہا۔ چنانچہ مقدمہ اور اصل موضوع حاضرِ خدمت ہے۔ جو کچھ ہم نے پیچھے عرض کیا ہے اس کے تناظر میں میرے محترم مسلمان بھائی! دیکھنا کہیں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتے ہوئے تاویلوں اور مجبوریوں کے سہارے نہ ڈھونڈنے لگ جانا۔ ایمان سب سے زیادہ قیمتی دولت ہے اسے شیطان کے ہاتھوں لٹا نہ بیٹھنا۔ ہم سب کا اللہ رب العالمین حامی وناصر اور استقامت فی الدین میں ممد ومعاون ہو۔

تقبل اللہ منا و منکم و جمیع المسلمین

ابو یحییٰ محمد زکریا زاہد لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال:

تصویر کے حکم میں آپ کا کیا فتویٰ ہے؟ جبکہ اس کی وجہ سے (شوق پورا کرنے کیلئے تصویر میں اتروانے اور بے حیائی کی اشاعت والی) مصیبت عام ہوگئی ہے۔ لوگ اس کام میں پورے پورے منہمک ہو کر رہ گئے ہیں۔ تسلی بخش جواب سے مستفید فرمائیں کہ جس سے اس کا حرام اور حلال ہونا واضح ہو جائے۔ اللہ ذوالجلال آپ کو اس کا پورا پورا اجر عطا فرمائے۔ (آمین)

جواب:

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ

أمّابَعْد:○

ہر ذی روح چیز کی تصویر بنانے (اور تصویر اتارنے) کے متعلق احادیث مبارکہ کی تمام صحاح، مسانید اور سنن کی کتب میں نبی کریم ﷺ سے بہت ساری حدیثیں بیان ہوئی ہیں جو اس کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ چاہے یہ جاندار کوئی بشر ہو یا کوئی اور چیز، (جیسے درندے، پرندے اور چوپائے وغیرہ) اسی طرح احادیث مبارکہ میں ان پردوں کے پھاڑ دینے (اتار پھینکنے) کا حکم بھی ہے جن پر تصویریں ہوں اور تصویروں کے مٹا دینے کا حکم ہے۔ آپ ﷺ نے تصویریں بنانے اور اتارنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ ان احادیث میں یہ بیان بھی ہے کہ بلاشبہ تصویریں بنانے، اتارنے والے قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ سخت عذاب میں ہوں گے۔

اس موضوع سے متعلق صحیح احادیث کو میں اختصار کے ساتھ آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں بعض علماء کرام کی ان احادیث کے اوپر کلام وتشریح بھی ذکر کروں گا اور اس مسئلہ

میں جو بات درست ہے وہ بھی انشاءاللہ بیان کروں گا۔ چنانچہ بخاری ومسلم میں

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رِضی اللّٰه عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ اللّٰهُ تعَالٰی: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ یَخْلُقُ خلقًا کَخَلْقِیْ، فَلْیَخْلُقُوْا ذَرَّةً، اَوْ لِیَخْلُقُوا حَبَّةً، اَوْ لِیَخْلِقُوْا شَعِیْرَةً۔)) (لفظ مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے جو میری تخلیق کی طرح کسی چیز کی پیدائش کرنے چلا ہو؟ (اگر اس طرح کے لوگ کچھ ایسی ہی صلاحیت کے مالک ہیں) تو انہیں ایک ذرہ ہی پیدا کر کے دکھانا چاہیے یا پھر وہ ایک دانہ یا ایک چھوٹا سا بال ہی پیدا کر کے دکھائیں (مگر ان کیلئے ایسا کرنا ممکن ہی نہیں) یہ صحیح مسلم کے الفاظ ہیں۔

بخاری اور مسلم میں ہے:

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰه عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ"۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ الَّذِیْنَ یَصْنَعُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ یُعَذَّبُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یُقَالُ لَهُمْ: أَحْیُوْا مَا خَلَقْتُمْ)) (لفظ البخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ قیامت والے دن لوگوں میں سب سے زیادہ سخت عذاب والے مصورین ہوں گے‘‘۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بالتحقیق وہ لوگ جو یہ تصویریں بناتے ہیں، قیامت والے دن ان کو عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا: جو تم نے تخلیق کی ہے اسے (روح ڈال کر) زندہ کرو‘‘۔ (یہ صحیح

بخاری کے الفاظ ہیں)

امام محمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری میں حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے اور خون کی قیمت (لینے) اور گناہ کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے سود کھانے والے، سود کھلانے والے، بالوں کو گوندنے والی، گندوانے والی اور مصور (تصویر بنانے اور تصویر اتارنے والے) پر لعنت فرمائی ہے"۔

((عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ اَنْ يَنْفُخَ فِيْهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ)) (متفق عليه)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپؐ فرمارہے تھے کہ: جس نے کوئی ایک بھی تصویر دنیا میں بنائی۔ (قیامت والے دن) اسے اس بات کا مکلّف بنایا جائے گا کہ وہ اس میں روح داخل کرے مگر (اس کا اس معاملے میں جدوجہد کرنا) بے سود (ہوگا) (بخاری و مسلم)

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ سعید بن ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ (تابعی) بیان کرتے ہیں: "ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں ایک ایسا آدمی ہوں جو یہ تصویریں (وغیرہ) بناتا ہے۔ ان (تصویروں) کے متعلق مجھے فتویٰ دیجیے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میرے قریب آجاؤ! تو وہ آپؓ کے نزدیک ہوگیا۔ فرمایا: اور قریب آجاؤ! وہ اور نزدیک ہوگیا۔۔۔۔۔۔۔تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور فرمایا: کیا میں آپ کو اس چیز سے متعلق مطلع نہ کروں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنی ہے؟ پھر آپ کہنے لگے کہ میں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپؐ فرمارہے تھے: "ہر مصور (اور فوٹو گرافر) جہنم میں جائے گا اور ہر ہر تصویر کے بدلے جو اس نے بنائی ہوگی ایک جان پیدا کی جائے گی جو اسے وہاں عذاب دے گی"۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہنے لگے کہ: اگر تیرے لیے اس کام کا کرنا لازم ہے تو پھر درختوں اور ایسی چیزوں کی تصویریں بنالیا کر جن میں جان نہ ہو"۔

رسول اللہ ﷺ کے فرمان تک صحیح مسلم کے الفاظ تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما والی اگلی بات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے زائد نقل کی ہے۔

جامع الترمذی میں بواسطہ ابی زبیر رحمۃ اللہ علیہ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھر میں تصویر (جاندار کی فوٹو رکھنے (اور لٹکانے سے منع فرمایا ہے اور اس بات سے بھی منع کیا کہ تصویر بنائی جائے۔ (اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن صحیح کہا ہے۔)

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰه عنها قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صلى اللّٰه عليه وَسَلَّمَ وَقَدْ سَتَرْتُ سَهْوَةً لِيْ بِقِرَامٍ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ فَلَمَّا رَآهُ هَتَكَهٗ وَتَلَوَّنَ وَجْهُهٗ وَقَالَ: "يَاعَائِشَةُ! أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهِئُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ"۔ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَطَعْنَاهُ' فَجَعَلْنَا مِنْهُ وِسَادَةً أَوْ وِسَادَتَيْنِ))

(رواہ مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ میرے ہاں (حجرے میں) داخل ہوئے اور میں نے آپؐ کے آنے سے قبل زینت کیلئے) حجرے کی سامنے والی دیوار پر سرخ رنگ کے ایک بھاری کپڑے کا پردہ لٹکا رکھا تھا جس پر مورتیں بنی ہوئی تھیں۔ جب آپؐ نے اسے دیکھا تو آپ کا چہرہ مبارک (غصے کی وجہ سے) متغیر (سرخ) ہوگیا۔ اس پردے کو اتار پھینکا اور فرمایا: ''عائشہؓ! قیامت والے دن سب لوگوں سے زیادہ سخت عذاب ان کو ہوگا جو اللہ رب العالمین کی تخلیق کے ہم شکل تیار کرتے ہیں''۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے اس پردے کو کاٹ ڈالا اور اس کے ایک یا دو تکیے بنا لیے (اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو اپنی صحیح البخاری میں درج کیا ہے جس میں آپ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ: ''رسول اللہ ﷺ ایک سفر سے واپس تشریف لائے تھے اور میں نے (آپؐ کے آنے سے قبل) اپنے گھر کی سامنے والی دیوار پر ۔۔۔۔۔۔ الخ (اس روایت میں بعد والے

باقی وہی الفاظ ہیں جو صحیح مسلم کے ہیں سوائے ان کلمات کے: "وَتَلَوَّنَ وُجْهُهٗ" ۔۔۔۔۔۔اور آپ کا چہرہ مبارک (غصے کی وجہ سے) متغیر ہو گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس تشریف لائے اور میں نے (آپ کی آمد سے قبل زینت کے طور پر) گھر میں ایک غالیچہ لٹکا رکھا تھا کہ جس پر (جانداروں کی) تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ آپؐ نے مجھے حکم دیا کہ میں اسے اتار دوں۔ چنانچہ میں نے اتار دیا۔ (اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے اور اس میں "سَتَرْتُ" کی بجائے "عَلَّقْتُ" آیا ہے۔ اور لٹکائے گئے پردے کی کیفیت (غالیچہ) بھی آ گئی ہے۔ پھر یہ کہ آپؐ نے خود اتارنے کی بجائے اسے اتارنے کا حکم مجھے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو) دیا۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ مگر اس اثر کے الفاظ یوں ہیں: میں نے اپنے (گھر کے) دروازے پر ایک غالیچہ لٹکا رکھا تھا جس پر پروں والے گھوڑے کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ آپؐ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اسے اتار پھینکا۔

((عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ' عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللهُ عنها) أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ' أَنَّهَا اِشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ' فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عليه وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ' فَعَرَفْتُ عَلَى وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَّةَ' قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَتُوبُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُولِهٖ' مَاذَا أَذْنَبْتُ؟ قَالَ: مَابَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ؟" قَالَتْ اِشْتَرَيْتُهَا لَكَ' لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتُوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عَلَيْهِ وسلَّمَ: إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ' وَيُقَالُ لَهُمْ' أَحْيُوا مَاخَلَقْتُمْ' وَقَالَ: إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ)) (رواه البخاری و مسلم)

قاسم بن محمد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں: آپ رضی اللہ عنہا نے اسے بتلایا کہ انہوں نے ایک گدیلا خریدا' جس پر تصویریں تھیں۔ جب اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپؐ دروازے پر ہی کھڑے ہو گئے اور اندر داخل نہ ہوئے۔ سیدہ

عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کے چہرہ پر ناگواری کو بھانپ لیا۔۔۔۔گزارش کی اے اللہ کے رسولؐ! میں کون سا گناہ کر بیٹھی ہوں؟ (آپؐ مجھے بتلایئے تو سہی اگر ایسی بات ہے تو) میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف رجوع کرتی ہوں (جو حکم ہوگا اس پر عمل کروں گی) آپؐ نے فرمایا: ''اس غالیچے کا کیا قصہ ہے؟ (یہ کیسے گھر میں آیا؟) تو ام المومنین رضی اللہ عنہا کہنے لگیں، میں نے اسے آپ کے لیے خریدا ہے تا کہ آپؐ اس پر تشریف رکھا کریں اور اس کا تکیہ بنا لیا کریں ۔۔۔۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اس طرح کی تصویریں بنانے والوں کو قیامت والے دن عذاب دیا جائے گا۔ اور ان سے کہا جائے گا'' جو تم نے تخلیق کیا تھا اسے زندہ بھی کرو''۔ مزید آپؐ نے فرمایا کہ بلاشبہ جس گھر میں (جاندار) تصویریں ہوں اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے''۔ (اس حدیث کو امام بخاری ومسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے)

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ماجشون کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ نقل کیا ہے: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں: اسے لے کر میں نے چھوٹے چھوٹے دو تکیے اس کے بنا دیے۔ چنانچہ آپ ﷺ گھر میں ان پر کہنی کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ جایا کرتے تھے''۔

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ")) (متفق علیه)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس گھر میں کتا یا (کسی جاندار کی) تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (بخاری ومسلم دونوں نے اسے بیان کیا ہے)

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زید بن خالد سے اور انہوں نے حضرت ابوطلحہ سے مرفوعا یوں بیان کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس گھر میں مورتیں یا کتا ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے''۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے

ہیں کہ سیدنا جبریل علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: ”بلاشبہ ہم کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے کہ جس میں کتا یا (کسی جاندار کی) تصویر ہو“۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح کی حدیث نقل کی ہے۔

امام مسلم نے ابوالھیاج الاسدی سے بھی ایک روایت نقل کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں آپ کو اس کام پر مامور نہ کروں جس پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے کر (کسی علاقے کیطرف) بھیجا تھا؟ وہ یہ ہے کہ تو کسی (جاندار کی) تصویر کو مٹائے بغیر اور کسی اونچی قبر کو زمین کے برابر کیے بغیر (سوائے ایک دو بالشت کے) نہ چھوڑ“۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے بڑی جید سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ والے ایام میں کہ جب آپؐ وادی بطحاء میں تھے حکم دیا: عمر رضی اللہ عنہ کعبہ کے پاس جائیں اور اس میں ہر تصویر کو مٹا دیں۔ چنانچہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تب تک مسجد حرام میں داخل ہی نہیں ہوئے جب تک کہ اس سے ہر تصویر کو مٹا نہیں دیا گیا۔ اسی طرح امام ابوداؤد الطیالسیؒ نے اپنی مسند میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ: میں بیت اللہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا' آپؐ نے کچھ تصویریں دیکھیں۔ مجھ سے پانی کا ایک ڈول منگوایا۔ میں وہ لے آیا۔ آپؐ انہیں پانی سے مٹاتے جاتے اور فرماتے جاتے تھے: ”اللہ اس قوم کو برباد کرے! جسے پیدا نہیں کر سکتے اس کی تصویریں بنانے لگتے ہیں“۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کی اسناد جید درجہ کی ہیں۔ پھر فرمایا کہ: عمر بن شبہ' عبدالرحمن بن مہران سے اور وہ عبداللہ بن عباس کے آزاد کردہ غلام عمیر سے اور وہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے اور آپؐ نے مجھے حکم دیا تو میں پانی کا (بھرا ہوا) ڈول لے کر آیا۔ آپؐ ایک کپڑا بھگونے لگے اور اسے تصویروں پر مارنے لگے' ساتھ میں یہ بھی فرماتے جاتے: ”اللہ اس قوم کو ھلاک کرے! جسے پیدا نہیں کر سکتے اس کی تصویریں بنانے لگتے ہیں“۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ: بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

گھر میں ہر اس چیز کو کہ جس پر (جانداروں کی) تصاویر ہوتیں' توڑ کر ہی چھوڑتے"۔اس حدیث پر امام صاحب نے "بَابُ نَقْضِ الصُّوَرِ"۔۔۔۔۔۔ تصویریں توڑنے (خراب کرنے) کا باب" عنوان باندھا ہے"۔

((وَفِی الصحیحَیْنِ عَنْ بسرِ بنِ سعیدٍ عَنْ زَیْدِ بن خَالِدٌ' عَنْ أَبِیْ طَلْحَةَ أَنَّ النَّبی صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: "اِنَّ الْمَلَائِکَةَ لَا تَدْخُلُ بَیْتًا فِیْهِ صُوْرَةٌ))

بخاری' مسلم میں بسر بن سعید سے کہ وہ زید بن خالد سے اور وہ حضرت ابوطلحہ سے روایت کرتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ فرشتے اس گھر میں داخل ہی نہیں ہوتے کہ جس میں کوئی تصویر ہو"۔

پہلے راوی حدیث' بسر بن سعید کہتے ہیں کہ زید بن خالد کو بخار ہو گیا اور ہم ان کی عیادت کو چلے گئے۔کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے دروازے پر ایک پردہ اور اس پر تصویر۔میں نے ام المومنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے سوتیلے بیٹے عبداللہ الخولانی سے (کہ جو اس وقت وہاں موجود تھے) کہا کیا زید بن خالد نے ہمیں (درس کے) پہلے ہی دن تصویروں کے بارے میں نہیں بتایا تھا؟ تو عبیداللہ کہنے لگے' جب وہ یہ بیان کر رہے تھے تو کیا تو نے یہ بات نہیں سنی اِلَّا رَقْمًا فِیْ ثوبٍ "مگر کسی کپڑے میں دھاریاں"" بخاری اور مسلم کی ہی ایک اور روایت میں کہ جو عمرو بن الحارث سے مروی ہے اور انہوں نے اسے بکیر بن الاشجع سے اور بکیر نے بُسر سے نقل کی ہے کہ: میں نے عبیداللہ الخولانی سے کہا: کیا زید بن خالد نے ہم سے تصویروں سے متعلق حدیث بیان نہیں کی؟ تو وہ کہنے لگے: اس نے رسول اللہ ﷺ کی یہ بات بھی تو بیان کی تھی۔ "اِلَّا رَقْمًا فِیْ ثَوبٍ۔مگر کسی کپڑے میں دھاریاں"۔کیا تو نے یہ نہیں سنا؟ میں نے کہا: نہیں۔تو عبیداللہ کہنے لگے: کیوں نہیں' انہوں نے اس کا ذکر ضرور کیا تھا۔(مگر تو نے دھیان نہیں دیا)

مسند امام احمد اور سنن النسائی میں عبیداللہ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ وہ ابوطلحہ

انصاری کے ہاں ان کی عیادت کیلئے آئے۔ وہاں حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو موجود پایا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو اپنے نیچے بچھی چادر نیچے سے کھینچ نکالنے کا کہا۔ تو سہل ان سے کہنے لگے: اسے کیوں نکلواتے ہو؟ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا رحمۃ اللہ علیہ اس لیے کہ اس میں تصویریں ہیں۔ اور جہاں تک مجھے یقینی علم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق منع فرمایا ہے۔ سہل بن حنیف کہنے لگے: کیا آپؐ نے یہ نہیں فرمایا: "اِلَّا رَقمًا فِي ثَوبٍ" ..... مگر کسی کپڑے میں دھاریاں؟" ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیوں نہیں؟ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہے) مگر میرے نفس کے لیے اس سے دوری ہی زیادہ پاکیزہ ہے"۔ اس کی سند جید درجہ کی ہے۔ انہی الفاظ کے ساتھ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے روایت کیا ہے اور حکم لگایا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ایک اور حدیث امام ابوداؤد امام نسائی اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جید سندوں کے ساتھ روایت کی ہے:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلّى الله عليه وسلّم: أَتَانِي جِبْرِيلُ فَقَالَ لِيُ: أَتَيْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَكُونَ دَخَلْتُ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ عَلَى الْبَابِ تَمَاثِيلُ، وَكَانَ فِي الْبَيْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ وَكَانَ فِيُ الْبَيْتِ كَلْبٌ، فَمُرْ بِرَأْسِ التِّمْثَالِ الَّذِي فِيُ الْبَيْتِ يُقْطَعُ فَيَصِيرُ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ، وَمُرْ بِالسِّتْرِ فَلْيُقْطَعْ فَلْيُجْعَلْ مِنْهُ وِسَادَتَانِ مَنْبُوذَتَانِ تُوطَانِ، وَمُرْ بِالْكَلْبِ فَلْيُخْرَجْ"۔ فَفَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلّى اللّٰه عَلَيه وسلّمَ وَإِذَا الْكَلْبُ لِحَسَنٍ أَوْ حُسَيْنٍ كَانَ تَحْتَ نَضِدٍ لَّهُمَا، فَأَمَرَبِهٖ فَأُخْرِجَ))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبریل (علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے پاس آئے اور مجھے کہنے لگے: "گزشتہ شب میں آپؐ کے پاس آیا تھا مگر آپ کے دروازے پر مورتوں کی وجہ سے ۔۔۔ کہ جو لٹکائے گئے پردے پر بنی ہوئی تھیں ۔۔۔ میں اندر داخل نہ ہوا۔ اسی طرح ایک

سرخ پردے پر تصویریں بنی ہوئی تھیں اور گھر میں ایک کتا بھی تھا۔ گھر میں جتنی بھی مورتیں ہیں ان کے سر کاٹنے کا حکم دیں کہ وہ درخت کی شکل وصورت والی ہو جائیں۔ اور پردے کو بھی کاٹ ڈالنے کا حکم دیں' اس سے دو تکیے بنا لیے جائیں کہ جو نیچے رکھنے کے کام آئیں۔ کتے کو گھر سے باہر نکالنے کا حکم دیں"۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ (راوی کہتا ہے) کہ یہ کتا حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہما کا تھا جو ان کی چارپائی کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔۔۔تو رسول اللہ ﷺ نے اسے باہر نکالنے کا حکم دیا اور اسے نکال دیا گیا۔

یہ سنن ابی داوٗد کے الفاظ ہیں اور ترمذی کے الفاظ بھی کچھ ایسے ہی ہیں۔ البتہ نسائی کے الفاظ یوں ہیں۔

((اِسۡتَاذَنَ جِبۡرِیۡلُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہ علیہ وسَلَّمَ فَقَالَ: اُدۡخُلۡ' فَقَالَ: کَیۡفَ اُدۡخُلُ وَفِیۡ بَیۡتِکَ سِتۡرٌفِیۡہِ تَصَاوِیۡرٌ' فَاِمَّا اَنۡ تَقۡطَعَ رُئُوۡسَھَا' اَوۡتَجۡعَلَ بِسَاطًا یُوۡطَأُ' فَاِنَّا وَمَتۡرًا الۡمَلَائِکَۃِ لَا نَدۡخُلُ بَیۡتًا فِیۡہِ تَصَاوِیۡرٌ))

جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپؐ نے فرمایا: تشریف لائیں۔ جبریل علیہ السلام کہنے لگے: کیسے داخل ہوں جبکہ آپؐ کے گھر میں ایک پردہ لٹکا ہوا ہے جس پر تصویریں ہیں۔ یا تو آپ ان تصویروں کے سر کاٹ ڈالیں یا اس کا نیچے بچھانے والا بچھونا بنالیں۔ ہم فرشتوں کی جماعت اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویریں ہوں۔

اس باب میں ان مذکورہ احادیث کے علاوہ بہت ساری دوسری حدیثیں بھی ہیں۔ اور یہ احادیث مبارکہ اور اس مفہوم میں وارد دوسری حدیثیں ہر ذی روح کی تصویر کو حرام کرنے کی کھلم کھلی دلالت کر رہی ہیں۔ مصوری اور فوٹو گرافی کا یہ عمل ان کبیرہ گناہوں میں سے ہے جن پر جہنم کے عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔

یہ حکم تصویروں کی تمام اقسام پر لاگو ہوگا چاہے کسی تصویر کا سایہ ہو یا نہ ہو۔ اور یہ بات

بھی برابر ہے کہ تصویر چاہے دیوار پر ہو یا پردے پر' چاہے قمیض' لباس پر ہو یا آئینے پر' چاہے کتاب' کاپی پر ہو یا ان کے علاوہ کسی اور چیز پر' سب کا حکم ایک جیسا ہے اس لیے کہ نبی ﷺ نے سایہ دار اور غیر سایہ دار چیز کے درمیان فرق نہیں کیا اور نہ ہی اس کے درمیان کہ تصویر پردے پر ہو یا کسی اور چیز پر' بلکہ آپؐ نے تو مصوّر اور فوٹو گرافر پر لعنت فرمائی ہے۔ اور اس بات کی خبر دی ہے کہ فوٹو گرافر اور مصوّرین قیامت والے دن سب لوگوں سے زیادہ سخت عذاب میں ہوں گے۔ اور ہر مصور جہنم میں جائے گا۔ اس حکم کا اطلاق عمومی ہے اور اس میں سے کسی چیز کو آپؐ نے مستثنیٰ نہیں کیا۔ اس عموم کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ جب آپؐ نے تصاویر کو اس پردے پر دیکھا جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ (کمرہ) میں تھا تو آپؐ نے اسے اتار پھینکا اور آپ کا چہرہ مبارک غصے کی وجہ سے متغیر ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت والے دن سب لوگوں سے زیادہ سخت عذاب ان کو ہو گا جو اللہ رب العالمین کی تخلیق کے ہم شکل تیار کرتے ہیں''۔

جب آپؐ نے اس پردے کو دیکھا تو ایک دوسری حدیث میں آپؐ نے یوں فرمایا: ''بالتحقیق یہ تصویریں بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ: ''جو تم نے پیدا کیا اسے زندہ بھی کرو''۔ تو یہ اور اس طرح کے دوسرے الفاظ' وعید کے عموم میں پوری صراحت سے پردوں اور ان جیسی دوسری چیزوں پر تصویریں بنانے والے مصور کو شامل کر رہے ہیں۔ جہاں تک حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما کی حدیث میں آپؐ کے اس فرمان ''مگر کسی کپڑے میں دھاریاں'' کا تعلق ہے تو یہ استثنا ان تصویروں کا ہے جو فرشتوں کے دخول کیلئے مانع ہیں نہ کہ مصوری اور فوٹو گرافی کا۔ اور یہ حدیث کے سیاق وسباق سے واضح ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب کسی کپڑے اور چادر پر دھاریاں ہوں تو اسے نیچے بچھایا جائے اور حقیر جانا جائے۔ اسی طرح سے حقیر تکیہ کی مثال ہے۔ جیسا کہ پیچھے گزرنے والی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آپ کا پردے کو کاٹ کر تکیہ' دو تکیے بنانے کا عمل اس کی واضح دلیل ہے۔

اسی طرح گزشتہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث اور جبریل علیہ والصلوٰۃ والسلام کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہنا۔۔۔۔ ''گھر میں جو مورت ہے اس کے سر کو قطع کرنے کا حکم دیں کہ وہ درخت کی شکل وصورت والی ہو جائے اور پردے کو بھی کاٹ ڈالنے کا حکم دیں کہ اس سے دو تکیے بنا لیے جائیں جو نیچے رکھنے کے کام آئیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کر لیا۔ بھی اس بات کی دلیل ہے۔ کسی کپڑے میں دھاریوں والے استثنا کو عام لٹکائے جانے والے کپڑے یا دروازے پر لٹکائے جانے والے پردے یا دیوار پر لٹکائے گئے کپڑے اور اسی طرح سے دوسرے پردوں پر محمول کرنا جائز نہیں۔ اس لیے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا والی احادیث اس طرح کے پردوں کی پوری صراحت سے ممانعت کرتی ہیں۔ اور جیسا کہ ان کے متن کا ذکر کرتے وقت اوپر گزر چکا ہے' ایسی چیزوں کے اتار پھینکنے اور زائل کر دینے کے وجوب پر یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث صراحت کرتی ہے کہ اس طرح کے تصویروں والے پردے فرشتوں کے داخلے پر مانع ہوتے ہیں۔ الّا یہ کہ انہیں بچھا لیا جائے یا اس پر بنی مورت کا سر کاٹ دیا جائے تو وہ درخت کی طرح ہو جائے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ ایک دوسرے سے ہرگز نہیں ٹکراتیں' بلکہ وہ تو ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں۔ اور جب ان احادیث کے درمیان معقول وجہ کے ساتھ مفہوم کو اکٹھا کرنا ممکن ہو کہ اگر اس میں بے راہ روی اختیار نہ کی جا رہی ہو تو ترجیح کو مقدم رکھنا ضروری ہوتا ہے جیسا کہ اصول حدیث اور اس کی اصطلاحات کی رو سے یہ بات طے شدہ ہے۔ الحمد للہ' جیسا کہ ہم نے یہاں ذکر کیا ہے' یہاں بھی دونوں باتوں کو اکٹھا کرنا ممکن ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری۔۔۔۔ شرح صحیح بخاری۔۔۔۔ میں مذکورہ بالا احادیث مبارکہ میں تطبیق جمع کو ترجیح دی ہے۔ انہوں نے امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ: ''وہ تصویر کہ جس کی وجہ سے۔۔۔۔ جب وہ کسی گھر میں ہو۔۔۔۔ اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ اس کی موجودگی کو حرام نہیں کرتا۔ جبکہ اس کا شمار ان تصویروں

میں ہو کہ جن کے سر قطع نہ کیے گئے ہوں یا انہیں حقیر نہ جانا گیا ہو"۔

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی کہا ہے: "بلاشبہ ایک مصور۔۔۔۔فوٹوگرافر۔۔۔۔کی سزا بہت بڑی ہے اس لیے کہ اللہ کے سوا ان تصویروں کی پوجا کی جاتی تھی۔اور آج بھی کی جاتی ہے۔اور اس لیے بھی کہ ان کی طرف نگاہ ڈالنا فتنے میں مبتلا کر دیتا ہے۔بلکہ بعض نفس تو ان کی طرف پورے پورے مائل ہو جاتے ہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کے باب: کسی بھی جاندار کی تصویر کشی کے حرام ہونے' ہر اس کپڑے وغیرہ کے استعمال کے حرام ہونے کہ جسے گدا وغیرہ بنا کر حقیر نہ بنایا گیا ہو اور فرشتوں کا اس گھر میں داخل نہ ہونے کہ جس میں تصویر یا کتا ہو"۔۔۔۔۔میں لکھا ہے: "ہماری جماعت اور دیگر علماء نے کہا ہے کہ: ہر جاندار کی تصویر کشی سخت حرام ہے۔اور یہ فعل کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔اس لیے کہ احادیث مبارکہ میں اس پر سخت عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔اور تصویر کا بنانا اس کی حقارت کیلئے ہو یا کسی نفع کیلئے اس حرمت والے حکم میں برابر ہے۔چنانچہ مصوری ہر حال میں حرام ہے۔اس لیے کہ اس کام میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا ہم شکل تیار کرنا ہے۔تصویر چاہے کپڑے پر ہو' چاہے بچھونے یا چٹائی پر چاہے درہم و دینار' روپے پیسے اور کسی کرنسی نوٹ پر ہو' یا کسی برتن پر' چاہے کسی دیوار یا بورڈ وغیرہ پر ہو' اس حرام کے حکم میں سب برابر ہیں۔

جہاں تک کسی درخت یا اونٹوں کے کجاووں اور قیام گاہوں کا تعلق ہے تو ایسی تصویروں میں اگر کسی جاندار کی فوٹو یا ہاتھ کی بنی ہوئی تصویر نہ ہو تو یہ حرام نہیں۔البتہ مصور اور فوٹوگرافر کا کسی جاندار کی فوٹو اور تصویر بنانا کہ جسے دیوار کے ساتھ لٹکایا جانا ہو یا وہ پہننے والے کسی کپڑے پر اسے بنا دے یا پگڑی وغیرہ پر کہ جس کی تحقیر نہ کی جا رہی ہو تو یہ حرام ہے۔اگر یہ تصویر کسی ایسے بچھونے پر ہو کہ جسے نیچے بچھایا جانا ہو یا تکیے اور سرہانے پر ہو کہ جس کی تحقیر کی جاتی ہو تو یہ حرام نہیں ہے۔ان سب مسائل کے اندر اس بات میں کوئی فرق نہیں کہ اس تصویر شدہ چیز کا سایہ ہو یا نہ ہو سب برابر ہیں

اس مسئلے میں ہمارے مذہب کا یہ خلاصہ تھا۔ اور اسی مفہوم میں صحابہ کرام (رضوان اللہ علیھم اجمعین) تابعین کرام، تبع تابعین، امام ثوری، امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اجمعین کا مسلک و مذہب ہے۔ کچھ سلف علماء کرام کا یہ کہنا ہے کہ: ''جس چیز کا سایہ ہو اس کی تصویر کشی سے منع کیا جانا چاہیے اور جس کا سایہ نہ ہو اس کی تصویر بنانے میں کوئی حرج نہیں''۔ یہ باطل مسلک و مذہب ہے اس لیے کہ جس تصویر والے پردے پر نبی کریم ﷺ نے ناپسندیدگی ظاہر فرمائی بلاشبہ اس کی مذمت کی گئی ہے حالانکہ اس کی تصویر کا سایہ نہ تھا۔ ہر تصویر سے متعلق باقی احادیث مبارکہ کا حکم بھی یہی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے اس خلاصہ کلام کو ذکر کرنے کے بعد بیان کرتے ہیں کہ: ''اس مسئلے میں میرا کہنا یہ ہے: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ جو حدیث بیان کی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی بھی شخص مدینہ منورہ کیطرف سفر کرے تو اس میں ہر بت کو توڑ دے اور ہر تصویر کو مٹا دے''۔ یہ حکم سایہ دار اور غیر سایہ دار سب کیلئے توید ہے۔ اس حدیث میں یہ بھی ہے: جو شخص (منع کرنے کے باوجود) اس مصوری والے کام کیطرف دوبارہ پلٹ آیا تو اس نے شریعت محمدیہ (علی صاحبھا التحیۃ والسلام) کے ساتھ کفر کیا۔ (شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں: جو شخص مذکورہ بالا احادیث مبارکہ پر غور و فکر کرے اس پر تصویروں کے حرام ہونے والا حکم واضح ہو جائے گا۔ اور جس طرح کے اوپر وضاحت آ چکی ہے سایہ دار اور غیر سایہ دار میں کوئی فرق نظر نہیں آئے گا۔

اگر یہ کہا جائے: حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے زید بن خالد رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں بیان ہوا تھا کہ زید بن خالد سے اس حدیث کو بیان کرنے والے راوی حضرت بسر بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''زید بن خالد کو بخار چڑھا اور ہم ان کی عیادت کو گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے دروازے پر ایک پردہ اور اس پر ایک تصویر۔۔۔۔۔۔'' تو اس اثر کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت زید ایسے پردوں کے لٹکانے کو جائز سمجھتے تھے، جن پر تصویریں

ہوں''۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی درج بالا احادیث مبارکہ اور انہی کے مفہوم میں وارد دوسری احادیث وآثار ان پردوں کے لٹکانے کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں جن پر تصویریں بنی ہوئی ہوں۔ اور ان کے اتار پھینکنے کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں کہ انہیں اُتار دو۔ پھر یہ کہ اس طرح کے تصویروں والے پردے فرشتوں کو وہاں داخل ہونے سے منع کرتے ہیں۔
اور جب رسول اللہ ﷺ سے صحیح احادیث ثابت ہو جائیں تو تمام دنیا کے سب لوگوں میں سے کسی شخص کے قول وفعل کے ساتھ انہیں ٹکرانا جائز نہیں۔ اور مومن آدمی کیلئے ہر اس بات پر عمل کرنا اور سنت کی اتباع کرنا واجب ہے جس پر اس کے پاس دلائل آ جائیں۔ اسی طرح ہر اس بات کو ٹھکرا دینا اس پر واجب ہے جو ان دلائل کی مخالفت کرے۔ جیسے اللہ ذوالجلال فرماتے ہیں کہ:

﴿وَمَا اٰتَاكُم الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُم عَنهُ فَانتَهُوا﴾ (سورة الحشر: ۷)

''جو چیز (حکم، طریقہ، سنت اور عمل) تمہیں اللہ کا رسول دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔''

دوسرے مقام پر فرمایا کہ:

﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴾ (سورہ النور: ۵۴)

کہہ دو کہ: اللہ کی فرمانبرداری کرو اور رسول اللہ ﷺ کے حکم پر چلو۔ اگر منہ موڑو گے تو رسول پر اس چیز کا ادا کرنا ہے جو ان کے ذمے ہے اور تم پر اس چیز کا ادا کرنا ہے جو تمہارے ذمے ہے (یعنی عمل کرنا) اور اگر تم ان کے فرمان پر چلو گے تو (رشد وھدایت کا) سیدھا راستہ پالو گے۔ رسول اللہ ﷺ کے ذمے تو صرف

(احکام الٰہی کا) صاف صاف پہنچا دینا ہے"۔

اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس شخص کو جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرے گا رشد وھدایت کی ضمانت دی ہے۔ اور اللہ ذوالجلال کا فرمان ہے کہ:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (سورة النور: ٦٣)

"جولوگ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈر جانا چاہیے کہ ایسا نہ ہو ان پر کوئی آفت آن پڑے یا کوئی دردناک قسم کا عذاب ان پر نازل ہو"۔

ممکن ہے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو اس تصویر کی خبر ہی نہ ہو جو پردے پر تھی یا وہ احادیث مبارکہ آپ تک پہنچی ہی نہ ہوں کہ جو تصویروں والے پردوں کو لٹکانے کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں اور آپؓ نے نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کہ: "مگر کپڑے پر دھاریاں"۔ کے ظاہر کو لے لیا ہو۔۔۔ تو اس معاملے میں وہ لاعلمی کی بنا پر عذر والے شمار ہوں گے۔ اور ان کی بات کو دلیل کے طور پر نہیں لیا جا سکتا۔

جہاں تک ایسی صحیح احادیث کا تعلق ہے کہ جو تصویروں والے پردوں کی حرمت پر دلالت کرتی ہوں ان کا علم ہو جانے کے بعد ان کی مخالفت کے لیے شریعت میں کوئی عذر قابل قبول نہیں۔ جب بھی کوئی آدمی ان صریح اور صحیح احادیث کی مخالفت اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرتے ہوئے کرے یا لوگوں میں سے کسی کی تقلید کرتے ہوئے کرے تو وہ اللہ رب العالمین کے غضب اور اس کی پکڑ کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ اس بات کا ڈر ہے کہ اس کا دل ٹیڑھا راستہ اختیار کر لے اور وہ کسی فتنے میں مبتلا ہو جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک فرمان میں اس بات سے متنبہ کیا ہے فرمایا: "جولوگ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈر جانا چاہیے کہ ایسا نہ ہو ان پر کوئی آفت آن پڑے"۔

ایک اور مقام پر فرمایا کہ:

﴿فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ﴾ (سورہ الصف: ۵)

''تو جب ان لوگوں نے کجروی اختیار کی' اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دیے''۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی اسی ضمن میں ہے' فرمایا:

﴿ فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ ﴾ (سورہ التوبہ : ۷۷)

''تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں (اس کجروی کی وجہ سے) نفاق ڈال دیا''۔

(جس کا انجام کفر سے بھی برا ہے)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ راہنمائی گزر چکی ہے کہ تصویر کا سر جب کاٹ دیا جائے تو اس کا گھر میں رہنے دینا جائز ہے۔ اس لیے کہ اس کی شکل ایک درخت کی مانند ہو جاتی ہے۔ یہ وضاحت اس بات کی دلیل ہے کہ درخت وغیرہ کی تصویر (کہ جن میں روح نہ ہو) جائز ہے۔ جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں کہ جسے امام بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں درج کیا ہے' صراحت کے ساتھ یہ بات گزر چکی ہے۔ حدیث مذکورہ سے اس بات کا استدلال بھی لیا جا سکتا ہے کہ تصویر کے سر کے علاوہ' جسم کے باقی حصے کو کاٹنا (جیسا کہ نیچے والا آدھا دھڑ وغیرہ) کافی نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کا استعمال جائز ہے۔ فرشتوں کے داخلہ کی ممانعت بھی اس سے زائل نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویروں کے مٹا دینے اور اتار پھینکنے کا حکم دیا ہے۔ اور آپؐ نے بتا دیا ہے کہ تصویریں فرشتوں کو داخل ہونے سے روکتی ہیں سوائے ان کے کہ جنہیں حقیر اور ذلیل سمجھا گیا ہو۔ یا جن کے سر مٹا دیے یا کاٹ دیے گئے ہوں۔ اب جو شخص ان دونوں حالتوں کے بغیر گھر میں تصویر رکھنے کے جواز کا دعویٰ کرتا ہو اس پر لازم ہے کہ قرآن و سنت سے ٹھوس دلائل پیش کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خبر دی ہے کہ تصویر کا جب سر کاٹ دیا جاتا ہے تو اس کا باقی حصہ ایک درخت کی مانند ہوتا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے باقی رہنے کا جواز ذی روح چیزوں کی حالت سے خارج ہے اور اس کی مشابہت جمادات سے ہو جاتی ہے۔ اور تصویر کا جب نچلے والا حصہ کاٹ دیا جائے اور اس کے سر کو باقی رکھا جائے تو پہلی صورت کے

درست ہونے کا سبب باقی نہ رہا۔۔۔۔اور دونوں حالتیں برابر ہو گئیں۔۔۔۔پھر اس لیے بھی پہلی حالت دوسری حالت سے مختلف ہے کہ چہرہ ہی تو پیدائش میں یا تصویر کے اندر دوسروں سے انوکھا ہونے کی پہچان ہے جبکہ باقی جسم میں یہ صلاحیتیں نہیں۔تو جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اس بات کا مطلب اور مفہوم سمجھ لے اس کیلئے اس سے ہٹ کر کوئی قیاس اجتہاد کرنا جائز نہیں ہے۔

حق کے متلاشی شخص پر اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ کسی جاندار کے سر اور اس سے نچلے حصے کی تصویر، حرام ہونے اور اس سے منع میں شامل ہے۔کیونکہ پیچھے گزرنے والی تمام صحیح احادیث اس سارے مفہوم و مضمون کو شامل ہیں اور کسی شخص کیلئے جائز نہیں کہ ان احادیث مبارکہ کے عموم کو سوائے اس کے کہ جسے شارع علیہ السلام نے مستثنیٰ کیا ہو وہ خود سے کوئی چیز مستثنیٰ کرے۔

مصوری، فوٹو گرافی، تصویر کشی اور تصویروں کے لٹکانے، لگانے اور رکھنے میں اس بات کے اندر کوئی فرق نہیں تصویر چاہے کسی مجسمے کی ہو یا بت کی صورت میں کوئی مجسمہ ہو یا کسی جاندار کی تصویر کسی پردے، کپڑے، چادر یا کاغذ، گتے وغیرہ پر ہو۔ چاہے جاندار چیزوں میں سے عام انسانوں کی ہو یا بادشاہوں، حاکموں، بڑے آفیسروں اور علماء کی ہو۔۔۔۔اس حکم میں سب برابر ہیں اور کوئی فرق نہیں۔ بلکہ حکام اور علماء کی تصویریں تو حرام ہونے میں دوسروں سے زیادہ سخت ہیں اس لیے کہ ان کی ذریعے۔۔۔تکریم و تعظیم اور ان کی پوجا پاٹ میں۔۔۔ یہ فتنہ دوسروں کی نسبت زیادہ خطرے کا باعث ہے۔ ان کی تصویریں مجلس گاہوں، چوکوں چوراہوں، سڑکوں اور دفاتر وغیرہ پر نصب کرنا اور لٹکانا شرک کے بڑے وسائل میں شمار ہوتا ہے اور یہ اللہ رب العالمین کے سوا ارباب صور کی پوجا ہے۔ جیسا کہ یہ فتنہ نوح علیہ السلام کی قوم میں پیدا ہوا اور وہ لوگ اپنے پانچ بزرگوں کی تصویریں بنا کر ان کے ذریعے شرک میں ڈوبتے چلے گئے۔

دور جاہلیت میں تصویروں کی اللہ کے علاوہ بہت زیادہ تعظیم اور پوجا کی جاتی تھی۔حتیٰ

کہ اللہ ذوالجلال نے اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا۔تو آپؐ نے بتوں کو توڑ دیا اور تصویروں کو مٹا دیا۔اللہ تعالیٰ نے اس عمل کے ذریعے شرک اور اس کے وسائل کو ختم کر دیا۔تو جو شخص بھی کسی جاندار کی تصویر کشی اور فوٹو گرافی کرتا ہے یا اسے نصب کرتا ہے یا اس کی تعظیم وتوقیر کرتا ہے وہ کفار کے ساتھ ان کے اس عمل میں مشابہت اختیار کرتا ہے۔اور وہ لوگوں کیلئے شرک اور اس کے وسائل کا دروازہ کھول دیتا ہے۔اور جو شخص تصویر بنانے کا حکم دے (آرڈر کرے) یا اس معاملے میں راضی ہو۔۔۔اپنی یا کسی اور کی تصویر بنوانے میں۔۔۔اس کا حکم، مصور اور فوٹو گرافر کی طرح ممانعت اور عذاب کی وعید میں ایک جیسا ہو گا اس لیے کہ کتاب وسنت اور اہل علم کے کلام میں یہ بات طے شدہ ہے: معصیت و نافرمانی اور ان میں رضامندی اس معاملے کی تحریم میں برابر ہیں۔اسی طرح اس معصیت و نافرمانی والا فعل بھی حرام ہوتا ہے۔اللہ ذوالجلال کا فرمان ہے:

﴿وَاِذَا رَأَیتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِی اٰیَاتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ﴾ (الانعام : ٦٨)

''اور جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں کے بارے میں بیہودہ بکواس کر رہے ہیں تو ان سے الگ ہو جاؤ یہاں تک کہ وہ دوسری باتوں میں مصروف ہو جائیں۔اور اگر شیطان تمہیں یہ بات بھلا دے تو یاد آنے پر ظالم لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو''۔

ایک اور مقام پر اللہ نے یوں فرمایا ہے:

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْکُمْ فِی الْکِتَابِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیَاتِ اللّٰهِ یُکْفَرُ بِهَا وَیُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ اِنَّکُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ﴾ (سورة النساء : ١٤٠)

''اور اللہ نے (اے ایمان والو)! تم پر اپنی کتاب میں یہ حکم نازل فرمایا ہے کہ

جب تم سنو: اللہ کی آیات سے انکار ہو رہا ہے اور ان کی ہنسی اڑائی جا رہی ہے تو جب تک وہ لوگ دوسری باتیں نہ کرنے لگیں ان کے پاس مت بیٹھو ورنہ تم بھی انہی جیسے ہو جاؤ گے"۔

آیات مذکورہ اس بات کی دلیل ہیں کہ جو شخص کسی برائی' بے حیائی کے مقام پر موجود ہو اور برائی کرنے والوں سے منہ نہ موڑے تو وہ بھی انہیں کی طرح ہے۔ تو اس صورت میں جب برائی سے انکار کرنے کی قدرت رکھنے والا یا وہاں سے کوچ کر جانے والا اس کے منع کرنے سے خاموشی اختیار کرنے پر' برا کام کرنے والے کے برابر ہو سکتا ہے تو برائی کا آرڈر' حکم دینے والا یا اس پر اپنی رضامندی ظاہر کرنے والا' خاموش رہنے والے سے جرم میں بڑا کیوں نہیں ہو سکتا؟ ہو سکتا ہے اور ہر حال میں اس سے بُرا ہے۔ وہ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ برائی کرنے والے کے (سزا میں) برابر ہو جائے۔ اس موضوع پر بے شمار دلائل کتابوں میں موجود ہیں۔ جو ان کا متلاشی ہو وہ انہیں وہاں پا سکتا ہے۔

آغاز میں کیے گئے سوال کے جواب میں جو احادیث مبارکہ اور اھل علم کی وضاحتیں ہم نے بیان کی ہیں ان سے حق کی جستجو رکھنے والے کیلئے واضح ہو جائے گا کہ کتابوں' رسالوں' اخبارات اور مجلّات میں جاندار چیزوں کی تصویریں لوگوں کا بہت بڑی کثرت سے چھاپنا بڑی واضح غلطی اور ظاہر باہر نافرمانی ہے۔ جو اپنے آپ کی اصلاح کرنا چاہتا ہو اس پر ان سے بچنا واجب ہے۔ اور جو کچھ وہ کر چکا' اس سے سچی توبہ کرنے کے بعد اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کو اس گناہ کے انجام اور اللہ کے عذاب سے انہیں ڈرائے جو کچھ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے ان دلائل کی روشنی میں حق کے متلاشی کیلئے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ جن تصویروں کی طرف اشارہ کیا جا چکا ہے ان کا ان کی اصلی حالت میں باقی رہنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ ان کا سر کاٹ دینا یا انہیں مٹا دینا واجب ہے۔ ہاں! اگر کسی چٹائی وغیرہ پر یہ تصویریں ہوں کہ جہاں انہیں پیروں تلے روندا جاتا ہو یا ان کی تحقیر کی جاتی ہو تو ایسی صورت میں ان کے باقی رہنے میں کوئی حرج نہیں۔ جیسا کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی مذکورہ احادیث میں اس پر دلیل گزر چکی ہے۔

البتہ چھوٹی بچیوں کیلئے جاندار چیزوں کی شکل پر بنائی گئی گڑیوں کے لینے میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ کہ وہ جائز ہیں یا نہیں۔ بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ: میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی۔ میرے ساتھ میرے سہیلیاں بھی کھیلتی تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوتے تو وہ آپؐ سے چھپ جاتیں۔ آپؐ انھیں چھپنے والی جگہوں سے نکال کر میری طرف لے آتے اور وہ میرے ساتھ دوبارہ کھیلنے لگ جاتیں۔۔۔ جس سے ثابت ہوا کہ آپؐ جانداروں کے ہم شکل کھلونوں کے ساتھ کھیلنے سے منع نہیں فرماتے تھے۔۔۔ اسی بنا پر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ: اس حدیث سے بچیوں کے گڑیوں کے ساتھ کھیلنے کیلئے جواز کی دلیل لی جاتی ہے اور تصویریں لینے، بنانے کی عام نہی سے اس جواز کو تخصیص حاصل ہے۔ اسی بات کو قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے جزم کے ساتھ لیا ہے۔ اور اس مسلک کو جمہور سے نقل کیا ہے۔ ان سب نے بچیوں کیلئے گڑیاں خریدنے کی اجازت دی ہے تاکہ وہ بچپن میں ہی ان کے ساتھ کھیل کر بچوں کی دیکھ بھال کر طریقہ اور گھر کے کام کاج سیکھ سکیں۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ بعض علماء گڑیوں کے ساتھ کھیلنے کو منسوخ مانتے ہیں س۔ اسی مسئلے کیطرف ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ بھی مائل ہیں اور انہوں نے ابن ابی زید کے ذریعے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے: وہ اس بات کو ناپسند جانتے تھے کہ آدمی اپنی بچی کیلئے گڑیا خریدے۔

امام داؤدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ گڑیا کے ساتھ بچی کا کھیلنا منسوخ ہو چکا ہے۔ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے چھوٹی بچیوں کے گڑیوں کے ساتھ کھیلنے کی اجازت والے مسئلے کی ترجمانی کی ہے۔ آدمی کا اپنی بیوی کیلئے گڑیوں کے ساتھ کھیلنے کو مباح جاننے میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کی تائید کی ہے۔ اور انہوں نے کم عمری۔۔۔ بچپن۔۔۔ کی قید بھی نہیں لگائی۔ اس میں بہر حال نظر ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ احادیث مبارکہ بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ: تصویریں، فوٹو اور ان سے مشابہ کھلونے وغیرہ لینے سے روکا گیا ہے۔ اور یہ نہی

عام ہے۔ احتمال یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کیلئے اس معاملے میں اجازت تصویر کشی کی حرمت سے پہلے تھی اور اسی بات کو امام جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے پورے جزم کے ساتھ اختیار کیا ہے۔ حتیٰ کہ انہوں نے اس موضوع سے متعلق کہا: امام ابوداؤد اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسری سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک یا جنگ خیبر سے واپس تشریف لائے۔۔۔۔۔۔۔ آگے انہوں نے وہ پردہ اتار پھینکنے والی حدیث بیان کی، جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دروازے پر تصویروں والا پردہ لٹکا رکھا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پردے کے ایک طرف ان کی گڑیاں دیکھیں تو پوچھا: ''عائشہ! رضی اللہ عنہا یہ کیا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''میری گڑیاں ہیں''۔ آپؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کھلونوں میں ایک گھوڑا دیکھا جس کے دو پر لگائے گئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' میں نے کہا: ''ایک گھوڑا ہے'' تو آپؐ نے فرمایا: ''گھوڑا اور اس کے دو پر؟''۔۔۔۔ کبھی گھوڑے کے بھی پر ہوتے ہیں؟ میں نے کہا: کیا آپؐ نے یہ بات نہیں سنی کہ سلیمان علیہ السلام کے پاس پروں والا ایک گھوڑا تھا؟'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سن کر ہنس دیے۔

امام جوزی رحمۃ اللہ علیہ یہ ساری بات نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ: امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے متعلق کہتے ہیں: گڑیوں کے ساتھ کھیلنا ان تمام تصویروں کی طرح غفلت اختیار کرنے کی مانند نہیں ہے کہ جن سے متعلق وعید آئی ہے۔ بلکہ آپؐ نے تو اس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اجازت دی تھی اس لیے کہ آپ رضی اللہ عنہا اس وقت بالغ نہ تھیں۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس مسئلے میں پورے جزم کے ساتھ یہ بات کہنا ٹھیک نہیں اس میں بھی نظر ہے، مگر احتمال ہے اس بات کا۔ اس لیے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جنگ خیبر کے موقع پر چودہ برس کی تھیں۔۔۔۔ یا تو چودہ سال پورے کر لیے تھے یا کچھ دن باقی یا کچھ ایام اوپر تھے۔۔۔۔ البتہ غزوہ تبوک میں آپ رضی اللہ عنہا قطعی طور پر بالغ ہو چکی تھیں۔۔۔۔ جیسا کہ آپؓ کی بعض روایات سے ثابت ہے۔۔۔۔ تو جس نے جنگ خیبر سے واپسی والی بات کو اختیار کیا ہے اس کے قول

کو ترجیح دی جائے گی۔ اور جو مسلک امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے یہ بات اس کے ساتھ ملا دی جائے گی۔ اس لیے کہ تعارض سے یہ زیادہ بہتر ہے۔ (ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود کلام ختم ہوا)

جو حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے جب آپ نے اسے جان لیا تو احتیاط اسی میں ہے کہ جانداروں کی ہم شکل گڑیوں وغیرہ کے لینے کو ترک کر دیا جائے۔ اس لیے کہ اس کے جائز ہونے میں شک ہے۔ اس احتمال کی بنا پر کہ ممکن ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مجسمہ کھلونوں کی اجازت دینا، تصویروں کے مٹانے والے حکم سے پہلے ہو۔ تو یہ اجازت ان احادیث مبارکہ کے ذریعے منسوخ ہو چکی ہو جن میں تصویروں کے مٹا دینے اور محو کرنے کا حکم آیا ہے سوائے سر بریدہ تصویروں کے یا جن کی تحقیر کی گئی ہو۔ جیسا کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو اختیار کیا ہے اور امام ابن جوزی نے بھی۔ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی طرف مائل نظر آتے ہیں۔ اور احتمال اس بات کا ہے کہ یہ نہی سے خاص کیا گیا ہے جیسا کہ جمہور علماء نے مشق والی مصلحت کی بنا پر بچیوں کیلئے گڑیوں کا خریدنا جائز قرار دیا ہے اس لیے کہ گڑیوں کے ساتھ کھیلنے میں ان مجسموں اور تصویروں کی اہانت ہے۔

مذکورہ بالا احتمال اور کھلونوں وغیرہ کے لعب وشراء کے حلال ہونے میں شک کی بنا پر اسے ترک کر دینا ہمارے نزدیک زیادہ احتیاط کی بات ہے۔ مجسم تصویروں کے بقاء والے بتوں کو جڑ سے کاٹ پھینکنے کی خاطر، بچیوں کی مشق کیلئے جانداروں کی تماثیل وتصاویر اور مجسموں کے علاوہ بے جان اشیاء کی یہ چیزیں اختیار کرنی چاہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے بھی ایسا کرنا چاہیے، آپ ؐ نے فرمایا: ''اس بات کو اختیار کرو جس میں شک نہ ہو اور جس کے حلال، حرام ہونے میں شک ہو اسے چھوڑ دو۔'' اس ضمن میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث بخاری اور مسلم میں درج ہے کہ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ الحَلالَ بیِّنٌ والحرامَ بیِّنٌ وَبَیْنَھُمَا اُمُورٌ مُشْتَبِھَاتٌ، لَا یَعْلَمُھُنَّ

كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَّقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَالرَّاعِيْ يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشَكُ أَنْ يَّقَعَ فِيْهِ)) (متفق عليه)

''یقیناً حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی۔ (قرآن وحدیث میں بیان کر دیے گئے ہیں) اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جنہیں بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ جو شخص شبہات سے بچ گیا اس نے اپنا دین اور اپنی عزت بچالی۔ اور جو مشتبہ چیزوں اور کاموں میں جا پڑا وہ حرام میں جا داخل ہوا۔ جیسا کہ ایک چرواہا جو ممنوعہ چراگاہ کے اردگرد مویشی چراتا ہے۔ قریب ہے کہ وہ اس میں جا پڑے۔ (یعنی اس کے جانور اس چراگاہ میں گھس جائیں اور وہ گنہگار ہو جائے۔ واللہ اعلم بالصواب)

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وبارك وسلم

ابو یحییٰ محمد زکریا زاھد

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ